رخسانہ نگار عدنان

نئی زندگی کی پہلی صبح! مثال کے لیے بہت حیران کن تھی۔ ایک مکمل محبت کی مالک ہونے کا احساس۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ واثق کے دل میں اس کے لیے اس قدر چاہت ہے' محبت کی ایسی شدت' ایسی گہرائی ہے کہ وہ بھی اس کو شاید ناپ ہی نہ سکے۔

"محبت میں ناپ تول نہیں ہوتا محترمہ!" وہ جو بات اپنے دل میں چپکے چپکے سوچ رہی تھی' وہ اس کے پیچھے آکر کھڑے ہوتے ہوئے جانے کیسے جان گیا' وہ لمحہ بھر کو گنگ سی رہ گئی۔

"کیا میں نے کچھ غلط کہا تم سے؟" وہ بہت آہستگی سے اس کے بالوں کو پیچھے سے ہلکا سا سہلا کر بولا۔

"اور اب یہ بھی نہیں کہنا کہ غلط کہا ہے' میں نے صحیح کہا ہے۔ تمہیں اس کا پتا نہیں ہے۔" وہ پھر سے جیسے اس کی ہنسی اڑانے کو بولا۔

"ہاں تو نہیں پتا ناں' مجھے تو ابھی تک یہ بھی پتا نہیں آپ نے جو مجھ سے محبت کے — اونچے اونچے دعوے کیے ہیں۔ ان میں کتنی پرسنٹ حقیقت ہے۔" وہ بھی اسے چھیڑنے کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے اٹھتے ہوئے بولی۔ وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا اور آئینے میں مسلسل اس کو فوکس کیے ہوئے تھا۔

واثق کی آنکھوں میں کچھ ناراضی سی ابھری۔

"ٹھیک کہا ناں میں نے" وہ اس کی آنکھوں میں شوخی سے جھانکتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"شاید تم مجھے چڑانے کی کوشش کر رہی ہو۔"

تیسویں قسط

"میں تو کر بھی چکی۔" وہ مزہ لے کر بولی۔
"خیر۔ مجھے تمہیں اپنی محبت کی شدت کا یقین دلانے کے لیے کسی بھی طرح کے آرگیومنٹس دینے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں کتنا چاہتا ہوں اور تمہیں اس کا کتنا یقین ہے' یہ تو مجھے تمہاری آنکھیں ہی بتا رہی ہیں اور آنکھیں کبھی جھوٹ نہیں بولتیں ڈیئر۔"
وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اس کے بہت قریب کھڑا اس سے کہہ رہا تھا کہ اس کے لباس سے اٹھتی مدھم سی خوشبو مثال کو اپنے حصار میں لیے جا رہی تھی۔
"بولتی بھی ہیں اکثر آنکھیں جھوٹ..... اس میں کیا ہے۔" وہ اس حصار سے نکلنے کے لیے کسمسا کر بولی۔

"تو وہ تمہاری آنکھیں ہوں گی نا!"
وہ شرارت سے اسے کچھ اور بھی اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔
"اور اتنے مہینوں سے تمہاری آنکھوں نے ہی تو مجھے تمہارے قریب تر کیا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے یہ بات۔" وہ مزے سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر کھڑکی کے پاس لے آیا تھا۔
"کیا مطلب؟" مثال کی سمجھ میں اس کی بات نہیں آئی وہ چہرہ گھما کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ ساکت سی ہو گئی۔
"بھئی۔ تم تو پکی تھیں اپنے جھوٹ میں۔ مسلسل کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں' میری طرف دیکھنا بھی تمہیں پسند نہیں' میرا یوں راہوں میں ٹکرانا بھی تمہیں برا لگتا ہے' لیکن ہائے لو' تمہاری یہ پیاری' بے ریا شفاف آنکھیں ان کی معصوم سی التجا بھری درخواست ہر بار میرے قدم جکڑ لیا کرتی تھی۔"
وہ اس کے چہرے کو اپنے کندھے سے لگائے آرام سے کھڑا تھا' مثال کوشش کے باوجود ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔
"کون سی درخواست؟" وہ بے حد مدھم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔
"یہی کہ یہ مثال بڑی ہی بے وقوف ہے۔ اس کو تو اپنے جذبوں پر پابندی لگانے کا بڑا شوق ہے۔ اس کو خود پہ ظلم ڈھانے میں بھی بڑی مہارت ہے' لیکن ہمارا کیا قصور ہے' ہم تو دن رات' ہر لمحہ' ہر پل واثق! تمہیں اپنے پاس' اپنے سامنے' اپنے بے حد قریب دیکھنا چاہتی ہیں۔ خدا کے لیے ہم پر رحم کرو ہمیں اس جھوٹی مثال کی گپ بازی کے باوجود اپنے قریب رکھو۔" کہتے کہتے اس کے بازوؤں کی گرفت اس کے گرد کچھ اور بھی تنگ ہو گئی۔
مثال نے پورا زور لگا کر خود کو کھینچا۔
"میں جھوٹی ہوں تو پھر کیوں مجھ سے شادی کے لیے مرے جا رہے تھے' کتنے بڑے ڈرامے باز ہیں آپ قسم سے واثق!" وہ اسے ناراض نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔
"کیا ابھی بھی تم اس سب کو ڈرامہ بازی کہو گی؟" واثق نے اس کی تھوڑی کے نیچے اپنی انگلی رکھ کر تھوڑا سا چہرہ اونچا کیا۔
"ہاں..... نہیں تو کیا۔" وہ نظریں ملائے بغیر مخمور سے لہجے میں بولی۔
"اور اگر میں یہ ڈرامہ نہیں کرتا۔ تمہیں اس فراڈیے فہد کا ہو جانے دیتا تو پھر.....؟" وہ اسے چھیڑنے کو بولا۔ وہ ایک دم سے ساکت سی ہو گئی' کچھ بول ہی نہیں سکی۔

"مثال!" اس کی خاموشی پر وہ کچھ پریشان ہو کر بولا۔
مثال نے نظریں اٹھائیں تو وہ آنسوؤں سے لبالب تھیں۔

"اوہ خدا کے لیے رات والے سین کو دُہرانا نہیں۔ پلیز میں مذاق کر رہا تھا۔ بلیو می۔۔۔!"
وہ اسے پیار بھرے انداز میں منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ یونہی سر جھٹک کر آنکھیں جھپک کر رہ گئی۔
"تم ناراض ہو گئیں' برا لگا تمہیں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔
"نہیں یہ تو شکریے کے آنسو ہیں جو میری مرضی سے میری آنکھوں میں نہیں آئے' اگر واثق! آپ نہ ہوتے۔"
اس نے بے اختیار مثال کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔
"یہ بات پھر کبھی بھی نہیں کہنا کہ میں نہ ہوتا۔ مثال اگر میں نہیں ہوتا تو پھر تم بھی نہیں ہوتیں' میں اسی لیے ہوں کہ تم ہو' ہم دونوں اب کبھی زندگی بھر ایک پل کے لیے بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے' دور نہیں جا سکتے۔"

وہ بہت نرمی سے اسے ساتھ لگائے کہہ رہا تھا۔
مثال آہستگی سے اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔
"وعدہ کرو مثال! مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہو گی۔ کبھی بدگمان نہیں ہو گی۔"
"پلیز واثق! میں آپ سے تو کم از کم کبھی بدگمان نہیں ہو سکتی' میری زندگی آپ سے ہے۔ آپ کی محبت' آپ کی رفاقت' آپ کا ساتھ ہی میرے لیے اب سب کچھ ہے۔" وہ دھیرے دھیرے کہہ رہی تھی۔
دونوں ایک دوسرے کی محبت میں سرشار گم تھے۔
دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور دوسرے لمحے دروازہ ایک دم سے کھل گیا۔
واثق تیزی سے پیچھے مڑا' اس کے چہرے پر سخت ناگواری تھی' مثال بھی سمٹ کر ایک طرف ہو گئی۔
مگر اندر آتی پری ان دونوں کی محبت کا والہانہ انداز پل کے ہزارویں حصے میں بھی دیکھ چکی تھی۔
کسی کانٹے کی طرح وہ منظر اس کی آنکھ میں چبھا تھا اسے شدید تکلیف کا احساس ہوا تھا۔
"کیا ہے یہ؟" واثق نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی ناگواری ظاہر کرتے ہوئے کچھ کرختی سے بولا۔
"آپ کے پیار محبت کا فوٹو شوٹ ابھی ختم — ہوا لگ نہیں رہا' آپ دونوں رات بھر سوئے بھی ہیں یا نہیں۔"
وہ اندر آتے ہوئے کچھ بے باکی سے بولی۔

اس نے واثق کے سخت لہجے کو جیسے سنا ہی نہیں تھا۔ مثال اس کے انداز پر ذرا سی چونکی اور اسے دیکھنے لگی۔
"آپ لوگوں کے لیے ناشتا لے کر آنا تھا۔ میں تو آنا نہیں چاہ رہی تھی مگر مما نے زبردستی بھیج دیا کہ یہ رسم ہوتی ہے کہ شادی کے بعد اگلے دن پہلا کھانا لڑکی کے میکے سے آئے۔" وہ بات کو طول دے کر بول رہی تھی۔
اس کی متلاشی نظریں دونوں کے اردگرد بے چینی سے طواف کر رہی تھیں۔
"آپ کو اپنی والدہ صاحبہ کو بتانا تھا کہ ہم ان دنیاوی فضول رسموں کو نہیں مانتے۔" واثق کوفت بھرے لہجے میں بولا۔
"اوہ۔۔۔ ہم یعنی آپ اور مثال آپی؟" وہ لہجے کو معنی خیز بناتے ہوئے بولی۔
"چند گھنٹوں میں خیالات کا ایسا اتحاد میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔ لکی یو آر مثال آپی!" وہ کچھ عجیب جلے بھنے لہجے میں بولی تھی۔
مثال نے کچھ پریشان ہو کر پری کو دیکھا۔
"ماما نہیں آئیں تمہارے ساتھ؟" وہ کچھ محتاط لہجے میں کن اکھیوں سے واثق کے خفا چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"آئی ہیں۔۔۔ آپ کی ساس صاحبہ کے پاس بیٹھی ہیں' مجھے آپ دونوں سے ملنے کی بے تابی تھی آئی مین' اپنے دولہا بھائی سے ملنے کی تو اس لیے آئی آپ دونوں کو میرا یوں آنا برا تو نہیں لگا؟" وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔

واثق سر جھٹک کر منہ پھیر کر رہ گیا۔

"واثق بھائی! کیا آپ کو میرا آنا اچھا نہیں لگا؟" وہ معصوم لہجے میں کہتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"دنیاوی رسمیں نبھانے آئی ہیں آپ' سو اپنا کام کریں' کسی کی ناراضی' خوشی' ناپسندیدگی اور کسی بھی بات کی فکر نہیں کریں۔ بس اپنا کام کریں۔"

وہ نروٹھے لہجے میں کہہ کر الماری کھول کر اس میں سے کچھ نکالنے لگا۔

"واؤ! یہ کیا ہے بھئی؟۔۔۔" اس کی نظر بیڈ سائیڈ پر پڑے مثال کے اسٹل اسکیچ پر گئی تھی۔

مثال نے کچھ گھبرا کر واثق کو دیکھا۔

وہ بھی مڑ کر پری کی نظروں کے تعاقب میں دیکھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہے یہ۔" وہ ایک دم سے آگے بڑھ کر وہ کاغذ فولڈ کرتے ہوئے جھک کر الماری میں رکھنے لگا۔ پری کے چہرے پر واضح ناراضی تھی۔

"میں مل لوں عفت ماما سے۔ آؤ پری!" مثال اس کی خفگی کو دور کرنے کے لیے بولی۔

پری کچھ کہے بغیر باہر نکل گئی۔ مثال واثق کو دیکھنے لگی۔

☆ ☆ ☆

عدیل نے ساری رات جاگتے گزار دی تھی۔

کل رات میں جو کچھ ہوا' وہ ایک سہما دینے والے ڈراؤنے خواب سے کم نہیں تھا' لیکن اس کے بعد اللہ نے مہربانی کر دی۔ نامعلوم اس کی کون سی نیکی' کون سا اچھا کام آج ان کے آڑے آ گیا اور مثال خیر و خوبی سے رخصت ہو گئی۔

لیکن اس کے لیے' جو کچھ اس نے پری کے منہ سے سنا' اسے حواس باختہ کر دینے کے لیے کافی تھا۔ وہ جانتے بوجھتے یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اپنے کانوں سے سنی اس ساری نامعقول بات کو جھٹلا دینا چاہتا تھا اور اس کی روح تک بوجھل ہو گئی تھی' رات کے آخری پہر یہ بوجھ خود سے سرکاتے سرکاتے وہ تھک کر نڈھال ہو چکا تھا۔

جانے کب اس کی بھاری پتھر سی آنکھیں کسی بوجھ تلے دب کر غنودگی میں جا رہی تھیں' جب گھر میں ہلچل سی جاگ اٹھی۔

وہ کچھ بھی سننا اور سوچنا نہیں چاہتا تھا ہر شور سے اس نے اپنے کان بند کر لیے تھے۔

"عدیل! میں ناشتہ بھجوا رہی ہوں مثال کے سسرال' جو بھی ہے وہ لوگ ہمارے لیے تو اجنبی ہیں بلکہ اسی لیے میں نے سوچا ہے میں خود جاتی ہوں ناشتہ لے کر۔ آپ چلیں گے ہمارے ساتھ؟"

صبح صبح جانے کیسے اتنی فرصت سے تیار ہوئی تھی۔ عفت خوب صورت نیلے سوٹ میں نکھری ہوئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی طمانیت اور فراغت تھی۔

غنودگی میں ہونے کے باوجود لحہ بھر کو عدیل کا ذہن جھٹکا کھا کر بیدار ہوا تھا۔

"رہنے دیتیں' میرے خیال میں اس کی کچھ خاص ضرورت تھی تو نہیں۔۔۔ شادی ہو چکی اور میرا دل کہتا ہے وہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ ان شاء اللہ مثال کے ساتھ اچھا ہی ہوگا۔"

وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر بول پا رہا تھا۔
اس سے کچھ بھی بولا نہیں جا رہا تھا مگر اسے لگا عفت کو ابھی وہاں نہیں جانا چاہیے' وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔
"جانتی ہوں اچھا ہی ہو گا اور میری خدانخواستہ کون سی خواہش ہے کہ کچھ برا ہو۔" آخر میں کڑوے لہجے میں بڑبڑائی تھی۔ عدیل نے صوفے پر ہی ٹانگیں پھیلا لیں۔
"اس طرح کیوں پڑے ہیں؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔ میرے خیال میں تو آپ رات کو بھی نہیں سوئے شاید ٹھیک سے۔"
اسے یوں مضمحل سا دیکھ کر عفت کو کچھ خیال آ ہی گیا کچھ فکر مند سے لہجے میں کہہ بیٹھی۔
"ٹھیک ہوں میں۔ کل جو کچھ ہوا بہت ناقابل یقین سا تھا۔" وہ گہرا سانس لے کر بوجھل لہجے میں بولا۔
"ایسا ویسا... صبح اٹھی ہوں تو کچھ دیر کو تو رات کی ساری کہانی میری آنکھوں کے سامنے تھی۔ یقین کریں' عجیب سی طبیعت ہو گئی اگر مثال کی فہد ہی سے شادی ہو جاتی۔"
"اچھا اب پلیز تم مجھے کچھ دیر آرام کرنے دو' میرا سر بہت بوجھل ہو رہا ہے' تھوڑی نیند لے لوں تو شاید کچھ بہتر محسوس کروں۔" وہ عفت کو موضوع سے ہٹاتے ہوئے بولا۔
"اسی لیے میں نے سوچا کچھ بھی سہی یہ لوگ ہمارے ایسے مشکل وقت میں کام تو آئے تو ہمیں بھی ایسے اچھے لوگوں کی قدر کرنا چاہیے' ناشتہ میں نے کچھ بازار سے ریڈی میڈ منگوا لیا ہے اور کچھ گھر میں بنا لیا ہے' ہمیں وہاں گھنٹہ بھر تو لگ جائے گا۔ اتنی دیر میں آپ ریسٹ کر لیں۔" وہ جلدی جلدی بتاتے ہوئے کمرے کی بکھری چیزیں اٹھا اٹھا کر ان کی جگہوں پر رکھ رہی تھی۔ عدیل کچھ کنفیوز سا اسے دیکھنے لگا۔
"دانی کہاں ہے؟" اسے اچانک خیال آیا۔
"سو رہا ہے' کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" وہ کچھ پریشانی سے بولی' عدیل نے نفی میں سر ہلا دیا۔
"میں چلتی ہوں' آپ آرام کریں۔" وہ کہہ کر جانے کے لیے مڑی پھر کچھ خیال آیا تو دروازے کے پاس رک گئی۔ مڑ کر عدیل کو دیکھا۔ عدیل آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا۔
"وہ عدیل! آپ نے مثال کی ماں کو بتا دیا کہ مثال کی شادی اب کہاں ہوئی ہے؟" وہ اٹک اٹک کر پوچھ رہی تھی۔
"جانے اس عفت کو کیا دشمنی ہے میرے سکون کے ساتھ' ضرور ایسے لمحے میں کوئی ایسی چبھتی ہوئی بے تکی بات ضرور کرے گی۔ احمق عورت!" وہ دل میں تلملایا۔
"ابھی میری بات نہیں ہوئی' جب ہو گی تو بتا دوں گا۔" وہ تحمل سے کہہ گیا۔
"اور ہو سکتا ہے وہ خود مثال کو فون کرے تو وہ ماں کو بتا چکی ہو میں اٹھوں گا تو کال کر کے بتا دوں گا۔ پلیز' تم یہ دروازہ بند کر جانا۔ کوئی مجھے ڈسٹرب نہیں کرے۔" وہ آنکھوں پر بازو رکھتے ہوئے کچھ کوفت سے کہنے لگا۔
"چلو پری! آجاؤ جلدی سے' ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔" بند ہوتے دروازے کے پیچھے عدیل نے عفت کی بات سنی تو جیسے وہ اچھل ہی پڑا۔
"سنو یہ پری کو وہاں لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم دانی کو لے جاؤ۔ یہ کیا کرے گی وہاں؟" وہ بولا تو کافی زور سے تھا' لیکن شاید عفت نے اس کی بات نہیں سنی تھی۔
"مما! میں تیار ہوں' چلیں آجائیں۔" اسے بیرونی دروازے کے پاس سے پری کی بشاش آواز آئی تھی۔
وہ اٹھنا چاہ رہا تھا۔ انہیں روکنا چاہ رہا تھا' لیکن جیسے اس کے جسم سے کسی نے ساری جان ہی نچوڑ لی ہو' وہ کوشش کے باوجود اٹھ کر جا نہیں سکا۔

چند لمحوں بعد گھر میں ایک گہری گمبھیر خاموشی چھا چکی تھی۔ وہ چند لمحے اس بولتی خاموشی کو کان لگا کر سنتا رہا۔

"نہیں۔ مجھے یوں فکر مند نہیں ہونا چاہیے' ان شاء اللہ مثال کے ساتھ اب کچھ بھی برا نہیں ہو گا۔ واثق بہت اچھا لڑکا ہے۔ ایسا لڑکا جو صرف میری بیٹی کو چاہتا ہے اور اس کی ماما بہت گریٹ' بہت اچھی عورت ہے۔ ان شاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو گا اور اس پری کو تو میں دیکھ لوں گا۔ اس کو خود ٹھیک کروں گا۔ اس پر نظر رکھوں گا۔ اس کا ذہن جو نیگٹو ہو رہا ہے۔ مجھے اس کو دیکھنا ہو گا۔"

وہ بہت سے عزم دل میں کرتا مثال کی طرف سے بار بار اچھی باتیں سوچتا' بھٹکتا بھٹکتا بشریٰ کو سوچنے لگا اور سوچتا چلا گیا۔ یہ سچ آج اسے ماننا پڑا کہ بشریٰ تو کبھی اس کے دل سے نکلی ہی نہیں تھی۔ کچھ دیر میں وہ گہری نیند سو چکا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیا؟ آپ کیسے جانتی ہیں بشریٰ کو' میرا مطلب ہے۔ مثال کی ماں کو؟" عفت کے لیے عاصمہ کا یہ انکشاف بہت شاکنگ تھا۔

عاصمہ مسکرا کر چائے میں چینی حل کرنے کے بعد عفت کے آگے رکھنے لگی۔

"آپ چائے لیجیے نا۔ ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ پری بیٹا! آپ بھی آجاؤ' کچھ لے لو۔ چائے نہیں تو جوس لے لو تھوڑا سا۔" عاصمہ نے آواز لگائی تھی۔

"وہ وردہ کے ساتھ ہے۔ دونوں ساتھ ہوتی ہیں پھر انہیں کسی چیز کی طلب نہیں ہوتی۔" عفت نے جلدی سے کہا۔

یوں بھی وہ نہیں چاہ رہی تھی کہ پری ابھی آئے۔

"یہ تو ہے۔ ماشاء اللہ سے بہت دوستی ہے دونوں میں۔" عاصمہ اپنی مخصوص مہربان مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"آپ نے بتایا نہیں' آپ بشریٰ کو کیسے جانتی ہیں۔"

عفت زیادہ دیر تک اپنی بے چینی چھپا نہیں سکی پھر سے پوچھ بیٹھی' عاصمہ نے اس کی بے چینی کو محسوس کیا تھا۔

"کچھ ٹائم کالج میں ہم نے اکٹھے گزارا تھا۔ میری پہلے شادی ہو گئی تھی۔ انٹر ہی کر سکی تھی میں صرف' باقی ساری تعلیم تو میں نے واثق کے پاپا کی ڈیتھ کے بعد حاصل کی۔" وہ کچھ افسردگی سے بولی۔ عفت کو عاصمہ کے قصے میں دلچسپی نہیں تھی مگر پھر بھی وہ بے توجہی ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔

"بشریٰ بہت خوب صورت تھی' مطلب ہماری کلاس میں جتنی بھی لڑکیاں تھیں ان سب میں — تو قدرتی طور پر اس کی طرف ہر کوئی متوجہ ہو جاتا تھا پھر طبیعت کی اور مزاج کی بھی بہت اچھی تھی ہم دونوں میں اچھی گپ شپ تھی۔"

عاصمہ کچھ سوچتے ہوئے جیسے اسی دور میں چلی گئی تھی۔

"شادی کے بعد بھی آپ دونوں ملتی رہی تھیں؟" عفت کی بے چینی کچھ اور بڑھ گئی تھی یہ سب سن کر۔

عاصمہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں بلکہ میں تو کچھ عرصہ دوسرے شہر میں رہی تھی شادی کے بعد اور سچ کہوں ہیں بشریٰ کو اتنے عرصے میں بالکل بھول چکی تھی' ایک بار بعد میں ایک قریبی دوست ملی۔ وہ بشریٰ کی بھی دوست تھی اس نے بتایا کہ بشریٰ کی شادی ہو گئی ہے ایک بیٹی ہے اور وہ بہت خوش ہے اپنی زندگی میں۔"

عفت کو اب یہ ساری کہانی بے مزہ سی لگنے لگی تھی۔
"لیکن جب میں پہلی بار مثال سے ملی تو ایک دم سے میری نظروں کے سامنے بشریٰ کا چہرہ آگیا۔" وہ بولی تو لمحہ بھر کو عفت ساکت سی رہ گئی۔
اسی لمحے اندر آتے واثق اور مثال بھی بے اختیار ٹھٹکے تھے۔ مثال تو وہیں کھڑی رہ گئی۔
"اور پھر جب ایک بار میں مثال سے ملی تو یہ بات مجھے کنفرم ہو گئی کہ یہ بشریٰ کی ہی بیٹی ہو سکتی ہے۔ اس کے چہرے پر بائیں گال کے عین نیچے ایسا ہی تل تھا جیسے ہماری مثال کے ہے۔"
وہ اٹھ کر مثال کے استقبال کو آگے بڑھی تھی۔ اسے اپنے ساتھ لگا کر بے اختیار لہجے میں بولی۔ مثال کچھ سمٹ سی گئی۔
"اس تل کی تعریف تو واثق نے بھی بہت کی تھی کہ یہ اس کے چہرے پر بہت سوٹ کرتا ہے۔" اس نے کن اکھیوں سے واثق کی طرف دیکھا، وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔
وہ بے اختیار ہنس پڑا اور مثال شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں جھکا گئی۔
عاصمہ دونوں کو سرشار نظروں سے دیکھنے لگی۔
دوسرے رخ پر کھڑی پری کے چہرے پر شدید نفرت اور غصہ جھلکنے لگا تھا۔
"منحوس ماں جیسی قسمت والی ہے۔ ساس، شوہر کیسے جان چھڑک رہے ہیں۔"
عفت تلملا کر انہیں دیکھے جا رہی تھی۔
عاصمہ، مثال کو ساتھ لگائے اپنے ساتھ بٹھا رہی تھی۔
"مما! چلیں اب گھر، پاپا ویٹ کر رہے ہوں گے، آجائیں میں جا رہی ہوں باہر۔" پری سخت بیزار، کھردرے لہجے میں کہہ کر کسی سے بھی ملے بغیر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔
"ارے رکو تو پری کی بچی! میں آرہی ہوں نا کچھ دیر تو بیٹھو میرے ساتھ۔" وردہ بھاگ کر اس کے پیچھے گئی تھی۔
عفت، عاصمہ سے مل کر اجازت لینے لگی۔
اس نے سرسری انداز میں مثال کو دیکھا تھا اور عاصمہ کے ساتھ باہر کی طرف چلی گئی تھی۔ مثال سر جھکا کر خاموش بیٹھی رہی تھی۔
"لو بھئی اب تو ہم ایک نئے رشتے میں بھی بندھ گئے۔" واثق اس کے قریب آکر سرگوشی میں بولا تھا۔
"تمہاری اماں اور میری اماں کلاس فیلو بھی رہ چکی ہیں۔ یار! ہماری رشتے داری تو بڑھتی جا رہی ہے۔" وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔
مثال پھیکی سی مسکراہٹ سے دیکھ کر رہ گئی۔
"اب کیا ہوا تمہیں؟" وہ کچھ فکرمندی سے پوچھنے لگا۔ مثال نے ذرا سا مسکرا کر نفی میں سر ہلا دیا۔ واثق اسے دیکھ کر کچھ سوچنے لگا۔

☆ ☆ ☆

عدیل بہت تھوڑی نیند لے سکا تھا۔ ہلکے سے کھٹکے کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔
آواز کہاں سے آئی، یہ تو اسے پتا نہیں چل سکا، لیکن پھر اسے مزید نیند بھی نہیں آئی۔
سیل فون اٹھایا کہ بشریٰ کو کال کرے مگر پھر پتا نہیں کیوں رک گیا۔
"پہلے مجھے مثال سے بات کرنا چاہیے۔ اس کی خیریت پوچھنی چاہیے۔" وہ مثال کا نمبر ملانے لگا۔

کال ریسیو نہیں ہو سکی۔ شاید فون اس کے پاس نہیں تھا۔
وہ کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا اس کا ذہن خالی خالی سا تھا۔
"اگر وہ عورت رات میں فرشتہ بن کر نہیں آتی اور رواثق۔۔۔ تو اس وقت اگر میں فائزہ اور وقار کی باتوں میں آکر مثال کو ان کے ساتھ رخصت کر دیتا تو۔۔۔ ساری زندگی میں اپنی بیٹی سے نظریں نہیں ملا سکتا تھا۔ وہ اٹھ کر یونہی ٹہلنے لگا تب ہی اس کا فون بجا تھا۔
اجنبی نمبر دیکھ کر لحہ بھر وہ یونہی بیٹھا رہا پھر کال ریسیو کی، دوسری طرف عاصمہ تھی۔
"عدیل بھائی! آپ کو شام میں ولیمے کے لیے انوائیٹ کرنا تھا، میں نے عفت بہن کو بھی تاکید کر دی ہے۔ آپ کو اس لیے کال کر رہی ہوں۔" وہ اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہہ رہی تھی۔
"بہت شکریہ عاصمہ بہن! بلکہ میں خود سوچ رہا تھا۔ آپ کو فون کر کے آپ کا شکریہ ادا کروں جس طرح آپ نے رات کو ہماری عزت رکھی میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔" وہ مغلوب لہجے میں کہہ رہا تھا۔
عاصمہ کچھ دیر خاموش رہی۔
"کیا پتا عدیل بھائی! کبھی آپ نے میرے ساتھ اتنا بڑا احسان کیا ہو کہ اس کے مقابلے میں یہ بہت معمولی بات ہے۔" وہ آہستگی سے بولی تو عدیل چونک گیا۔
"کیا مطلب؟" وہ رہ نہ سکا۔
"مطلب کچھ نہیں۔۔۔ آپ کسی کے ساتھ ایسی نیکی کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں۔ آپ کو کچھ بھی یاد نہیں رہتا مگر اللہ یاد رکھتا ہے، وہ سارے حساب رکھتا ہے۔" وہ بہت کھوئے کھوئے گم صم لہجے میں کہہ رہی تھی۔
"بے شک۔" عدیل کے منہ سے یہی نکل سکا۔
"اور پھر ہوتا تو وہی ہے جو آدمی کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے اصل بات تو یہ ہے عدیل بھائی کہ مثال اور رواثق کو اللہ نے ایک کرنا تھا، بہانا کچھ بھی بنتا ہم اور آپ چاہتے یا نہیں تو بھی یہ ہو کر رہتا۔" وہ مطمئن لہجے میں بولی۔
"بالکل؟" عدیل یہی کہہ سکا۔
"چونکہ ایمرجنسی میں یہ سب کچھ ہوا تو بہت بڑے پیمانے پر تو نہیں سادگی سے ولیمے کا فنکشن رکھا ہے میں نے عفت بہن سے کہہ دیا تھا کہ وہ بچوں کو لے کر جا ہیں تو ادھر ہی آجائیں۔"
"جی ضرور عفت آتی ہے تو ہم آپ کو فون کر کے بتا دیتے ہیں وہ وہاں سے تو آگئی ہوگی۔"
"جی ابھی کچھ دیر پہلے نکلی ہیں تو میں نے سوچا آپ کو کال کر دوں، میں آپ کو ہوٹل کا نام اور ایڈریس بھی ٹیکسٹ کر دیتی ہوں جہاں شام میں ولیمے کا فنکشن ہے۔" پھر سے تاکید کرتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا۔
عدیل ٹیکسٹ میسج پڑھ کر کچھ سوچنے لگا۔
"اگر بشریٰ یہاں ہوتی تو وہ کم از کم مثال کے ولیمے میں شامل ہو جاتی اور دیکھتی میں نے اپنی بیٹی کے لیے کیسے شان دار لڑکے کا انتخاب کیا ہے۔" وہ پھر سے کچھ فخریہ انداز میں سوچتے ہوئے نہ چاہتے ہوئے بھی بشریٰ کو یاد کرنے لگا۔
"یہ مجھے آج ہو کیا ہے۔ ایک ہی بات سوچے جا رہا ہوں۔" وہ خود ہی جھنجلا کر اٹھا اور کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

بشریٰ بے چین سی کبھی عدیل کو کال کرتی کبھی مثال کو، دونوں اس کا فون نہیں ریسیو کر رہے تھے۔

دل ساری رات اتنا بے چین رہا۔ کل کا دن بھی وہ اسی طرح دونوں کو فون کرتی رہی تھی۔ پھر احسن کمال کے گھر آنے پر اس نے بمشکل خود کو سنبھالا تھا۔

وہ شخص آج بھی مثال کے ذکر پر اس طرح چڑتا تھا جیسے پہلے دن سے اس نے مثال کو ناپسند کیا تھا۔

"اور میں بھی کیسی نادان تھی۔ اس شخص کی آنکھوں میں چھپی مثال کے لیے نفرت نہ دیکھ سکی اور اس کے لفظوں پر یقین کر لیا۔" ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگاتے ہوئے وہ خود ہی میں گم تھی۔

"کیوں اتنی زور سے برتن پٹخ رہی ہو' کس بات کا غصہ نکال رہی ہو ان برتنوں پر؟" احسن کمال کی تیز غصے بھری آواز پر وہ بری طرح سے چونکی تھی۔

اور ڈائننگ ٹیبل کی طرف آتی آئینہ بھی بے اختیار ٹھٹھک کر رکی تھی۔

جانے کیوں احسن کمال کا لہجہ' اس کا بات کرنے کا انداز دن بدن اتنا تلخ' کڑوا اور ناقابل برداشت کیوں ہوتا جا رہا تھا۔

"اب تو مثال بھی ہمارے ساتھ نہیں جس کی اس شخص کو سب سے زیادہ تکلیف تھی۔" بشریٰ نے احتیاط سے پلیٹیں رکھتے ہوئے کڑھ کر سوچا۔

"پاپا! ایک بات ہے' بہت ڈسٹرب لگ رہے ہیں آپ آج کل۔" آئینہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کچھ جتانے والے انداز میں باپ کو ٹوک کر بولی تھی۔

احسن کمال نے اسے چونک کر دیکھا انداز کچھ سنبھل جانے والا تھا۔ "نہیں ٹھیک ہوں میں۔"

اس نے خود کو کھانے میں مصروف کرنے کی کوشش کی۔

"پاپا! کوئی بات تو ہے ضرور' آپ کافی دنوں سے اسی طرح سے بے وجہ ری ایکٹ کرتے ہیں' حالانکہ ماما بہت آرام سے برتن رکھ رہی تھیں۔" آئینہ میں اعتماد تھا' وہ بشریٰ کے برعکس باپ سے جس انداز میں چاہتی باز پرس کر لیا کرتی تھی بالکل سیفی کی طرح!

"سیفی بھائی ٹھیک ہیں نا؟" آئینہ جیسے بشریٰ کی سوچ پڑھتے ہوئے باپ کو جتانے والے انداز میں پوچھنے لگی۔

"ہوں ٹھیک ہے وہ' اسے کیا ہونا ہے' سب عذاب تو اللہ نے میرے لیے لکھ رکھے ہیں۔" وہ منہ میں بڑبڑایا تھا۔

آئینہ اور بشریٰ نے اسے چونک کر دیکھا۔

تو گویا کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضروری تھی۔ بشریٰ بس سوچ کر رہ گئی۔

اس وقت اسے صرف مثال کی طرف سے کسی اچھی اطلاع کا انتظار تھا۔ احسن کمال کے رویے نے یوں بھی اسے کچھ بے نیاز سا کر دیا تھا۔ اس کے دکھوں اور پریشانیوں سے!

"پاپا! کیا ہوا ہے؟" آئینہ کی ہمدردی بھری آواز نے پھر بشریٰ کو لمحہ موجود میں پہنچا دیا۔

"ایوری تھنگ از فائن! آئینہ کھانا کھاؤ آپ اور اگر کچھ پرابلم ہے بھی تو آئی کین مینیج ڈیئر! ڈونٹ وری۔"

احسن کمال نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ بڑے ٹھہرے ہوئے نپے تلے لہجے میں گویا آئینہ کو تسلی دیتے ہوئے بولا۔

"آئی ہوپ پاپا! ایسا ہی ہو اور مجھے فخر ہے آپ ہر مشکل کو آسانی سے ہینڈل کر لیتے ہیں۔"

آئینہ باپ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے بولی۔

بشریٰ دونوں سے لاتعلق' کچھ بے دلی سے کھانا ٹونگ رہی تھی۔

"تمہیں کیا پریشانی ہے' بشریٰ!" کچھ دیر کے انتظار کے بعد احسن کچھ سرد لہجے میں بولا۔

بشریٰ اسے دل گرفتی سے دیکھ کر رہ گئی۔

"اوہ! ایس یاد آیا مجھے۔ آج تو اس مثال کی شادی تھی نا تم نے بتایا تھا مجھے۔"

وہ کچھ تمسخرانہ انداز میں بشریٰ سے بولا تو بشریٰ کا خون لمحہ بھر کے لیے کھول کر رہ گیا۔

"اس مثال۔" اس کا لہجہ صاف طیش دلانے والا تھا۔

"میری بات نہیں ہو سکی۔ آج فنکشن تھا تو بات کرنا مشکل تھا۔ کل فون کروں گی۔" وہ بدقت ٹھہرے ہوئے انداز میں آہستہ آہستہ بولی۔

"چلو اچھا ہے' نیا یار لگی۔ اگر لگی تو۔" وہ پھر اسی تحقیرانہ لہجے میں بولا تھا۔

بشریٰ کا دل کچھ ایسا الجھا ہوا تھا کہ وہ مزید اس پر کچھ بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آہستگی سے اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔

اس کا دل جیسے بھرا ہوا تھا' بے مقصد کچن کیبنٹ کھولتے ہوئے بار بار اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔

پیچھے آتی آئینہ' ماں کو یوں چپکے چپکے روتے دیکھ کر وہیں سے پلٹ گئی۔

بشریٰ' مثال کی کوئی بات اس سے کبھی شیئر نہیں کرتی تھی اور وہ کچھ پوچھتی بھی نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

"مثال! میری بیٹی تم کیسی ہو؟ ٹھیک ہو ناں کل کا فنکشن ٹھیک ہو گیا سب' کچھ خیریت ہے؟"

مثال نے اس کی کال ریسیو کرلی تھی۔ وہ سخت بے قرار لہجے میں پوچھنے لگی۔

اگر فہد سے اس کی شادی ہو جاتی اور بشریٰ اسے کال کر کے یہ سب پوچھتی تو وہ شاید فون بھی بند کر دیتی۔

مگر چند گھنٹوں میں واثق کی شدید محبت' اس کے پیار نے اس کی زندگی کے گزشتہ سارے دکھ جیسے مٹا ہی ڈالے تھے' وہ بھول سی گئی کہ اسے بشریٰ سے کیا کیا گلے شکوے تھے اور وہ اپنی اس خود غرض' بے حس ماں سے کتنی ناراض تھی۔

"ماما! میں ٹھیک ہوں.... آپ کیسی ہیں؟"

وہ نارمل سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

اور بشریٰ جیسے شاک میں آگئی۔ آج کتنے مہینوں بعد مثال نے اس سے یوں نارمل لہجے میں بات کی تھی اور سب سے بڑھ کر خود سے بشریٰ کا حال پوچھا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں یہ بتاؤ فہد کیسا لڑکا ہے' وقار بھائی جیسا ہی ہو گا خوش اخلاق' محبت کرنے والا۔" وہ جاننے کے لیے بے چین تھی۔

"ماما! میری شادی فہد سے نہیں واثق سے ہوئی ہے اور واثق واقعی میں بہت محبت کرنے والے' میری قدر کرنے والے اور مجھے سمجھنے والے ہیں بہت لکی ہوں میں ماما!" وہ تشکر سے بولی۔

"ماما شاید آپ نے میرے لیے بہت دعائیں مانگی ہوں گی جو اللہ نے واثق کو میری قسمت میں لکھ دیا۔ میں بہت خوش ہوں ماما! بہت خوش۔" وہ نم لہجے میں سرشاری سی کیے جا رہی تھی۔

"مثال.... واثق.... کون؟" بشریٰ تو شدید شاک میں تھی۔

"میرے شوہر.... میرا سب کچھ ماما! جن کی محبت نے میرے دل سے ہر غم' ہر دکھ' ہر محرومی کو مٹا دیا ہے۔ مجھے اب آپ سے' پاپا سے' عفت ماما سے' کسی سے بھی کچھ شکایت نہیں۔" وہ جذباتی پن میں بول رہی تھی۔

"اور وہ فہد.... آئی مین۔"

"وہ ایک فراڈ تھا ماما! ان لوگوں نے بہت دھوکا دیا تھا ہمیں۔" وہ کچھ افسردگی سے بولی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو مثال! میں جانتی ہوں۔ وہ لوگ۔ بہت اچھے تھے' شروع ہی سے۔ بہت چاہت کرنے والے۔" وہ بے یقینی سے کہے جا رہی تھی۔

"یہی دھوکا تو پاپا نے بھی کھالیا مما! فہد پہلے سے میرڈ تھا اور۔" وہ آہستہ آہستہ ماں کو بتانے لگی۔

☼ ☼ ☼

عدیل لحہ بھر کو ششدر سا کھڑا رہ گیا۔

اس نے بے یقینی سے دونوں کنگن پھر سے ہاتھ میں لے کر دیکھے۔

بہت کچھ اس کے دماغ میں جیسے زندہ ہو گیا تھا پھر سے؟ جب اس نے شادی کی رات یہ کنگن بشریٰ کو دیے تھے اور شادی کے پہلے پانچ سال اس نے یہ کنگن کبھی نہیں اتارے تھے۔

بعد میں عدیل نے اسے۔ بہت خوب صورت بریسلٹ بنوا کر دیا تو اس نے یہ بھاری کنگن اتار دیے تھے۔

اور پھر جب مثال نے عدیل کو بتایا کہ بشریٰ آسٹریلیا جاتے ہوئے یہ کنگن اور کچھ رقم دے گئی ہے۔

عدیل نے جان بوجھ کر سن کر بھی ان سنا کر دیا تھا۔ وہ یہ چیزیں دیکھنا نہیں چاہتا تھا بہت سے جان لیوا لمحے اسے ستانے لگتے۔

اور پھر جب مثال نے عفت سے پوچھا کہ اس کے کنگن اور رقم کا لفافہ اس کی الماری میں نہیں ہے تو عفت نے کس قدر ہنگامہ مچایا تھا۔

مثال نے اس پر چوری کا الزام لگایا ہے اسے اس کے اپنے گھر میں چور بنایا ہے۔

عدیل بھی مثال پر خوب ناراض تھا کہ وہ یہ چیزیں اگر سنبھال نہیں سکتی تھی تو کم از کم کسی کو پکڑا دیتی۔

اور بعد میں عفت نے صاف کہہ دیا تھا کہ بشریٰ مثال کو ایسا کچھ دے کر ہی نہیں گئی تھی' مثال نے صرف ڈرامہ کیا تھا۔

عفت نے کچھ اس طرح یہ سب کہا کہ عدیل کو یقین کرنا پڑا اور اب یہ دونوں چیزیں عفت کے لاکر میں موجود تھیں' لفافے میں رقم تو کم تھی مگر یہ کنگن!

وہ یک ٹک ان کو دیکھتا جا رہا تھا۔ محبت سے چور لمحے' بشریٰ کے ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ اس کی نازک کلائی میں' کھنکتے یہ کنگن اسے۔ بہت کچھ یاد کرا رہے تھے۔

وہ لاکر سے کچھ رقم لینے کے لیے آیا تھا۔

اس نے سوچا تھا کہ شام کو ولیمے کے فنکشن کے لیے وہ عاصمہ' ردا اور واثق کے لیے کچھ قیمتی تحائف خریدے گا۔ کیونکہ شادی میں تو کچھ بھی ان کے لیے۔ نہیں کر سکا تھا۔

وہ رقم لینے کے لیے عفت کی الماری سے چابی لے کر لاکر کھول کر دیکھنے لگا تو اسے یہ سب دیکھنے کو ملا۔

"تو عفت بیگم! یہ ہے تمہاری حقیقت۔ کیا مل گیا تمہیں یہ سب کچھ لے کر فقط ایک کمینی سی خوشی اور کچھ بھی نہیں۔"

باہر سے عفت اور پری کی آوازیں آرہی تھیں وہ دونوں چیزیں لے کر لاکر بند کر کے باہر نکل گیا۔

اسے یہ کنگن اصل حق دار تک پہنچانے تھے' وہ سوچ چکا تھا۔

☼ ☼ ☼

پری۔ بہت دل گرفتہ تھی۔

وہ جب سے واپس آئی تھی۔ یونہی کمرے میں پڑی تھی۔ عفت کے بار بار یاد دلانے پر بھی تیار ہونے کے لیے

نہیں اٹھ رہی تھی۔

عفت اس کا سوٹ استری کر کے کمرے میں لائی تو وہ یونہی کمرے میں اندھیرا کیے گم صم بیٹھی تھی۔

لمحہ بھر کو عفت کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

"پری کیا ہوا ہے میری جان؟" وہ تڑپ کر آگے بڑھی تھی۔

پری نے چہرے پر اداسی اور آنکھوں میں افسردگی لیے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا تھا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے میری جان تم سے؟" وہ اسی تڑپ سے پوچھ رہی تھی۔

"مما! ہمیشہ سے میرے ساتھ ایسا کیوں ہوتا آیا ہے۔ جو چیز مجھے چاہیے ہوتی ہے، وہ مجھے نہیں ملتی میری نظروں کے سامنے اس شخص کو مل جاتی ہے۔ جس سے میں بے تحاشا نفرت کرتی ہوں.... اس کو کیوں ملتی ہے میری پسند کی چیز۔" وہ بیٹھ کر رونے لگی تھی اور عفت لمحہ بھر کو گنگ سی رہ گئی۔

"پری! میری بیٹی! میری جان! کیا ہوا ہے تمہیں۔ کس چیز کی بات کر رہی ہو تم؟" عفت کے تو جیسے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

پری جیسی بیٹی کی آنکھوں میں تو اس نے کبھی ذرا سی نمی نہیں آنے دی تھی اس طرح کا رونا جیسے خدانخواستہ اسے کچھ روگ ہی لگ گیا ہو۔

"آپ نہیں سمجھیں گی۔ کوئی بھی نہیں سمجھے گا اور لوگ جھوٹ بولتے ہیں، بکواس کرتے ہیں کہ سچے جذبوں میں بڑا اثر ہوتا ہے، وہ ضرور دوسرے کے دل پر اثر کرتے ہیں۔ میرے جذبے اتنے بے اثر تھے کہ اسے بھی نہیں پتا چلا جس کے لیے میں، مما! میں مر جاؤں گی۔ مجھے لگتا ہے۔"

وہ بے اختیار ماں سے گلے لگ کر ٹوٹ کر رو پڑی۔

"اللہ نہ کرے میری پری! میری جان! اللہ تمہیں میری بھی عمر لگا دے تمہیں کبھی کچھ نہ ہو تم بہت ساری خوشیاں پاؤ۔ کبھی تمہیں کوئی دکھ نہیں ملے۔"

عفت جذب کے عالم میں اسے چومتی پیار کرتی کیے جا رہی تھی۔

"مل چکا ہے مما.... کبھی نہ ختم ہونے والا دکھ تو مجھے مل چکا ہے، میرے دل کا روگ بن چکا ہے وہ تو۔" وہ زخمی لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ایسے نہیں کہو پری! ایسی باتیں نہیں کرو، ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ اپنی ماں کا سوچو بیٹا!" وہ خود بری طرح سے پریشان ہو گئی تھی۔

"ہوا کیا ہے۔ تم کیوں اتنی دل گرفتہ ہو رہی ہو، مجھے نہیں بتاؤ گی۔ میں ماں ہوں تمہاری۔" وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر ہولے ہولے کمر پر ہاتھ پھیرتی سہلا رہی تھی۔

"اب کسی کو بھی کچھ بتانے کا فائدہ نہیں مما.... میرے دل کا چین، میری زندگی کی خوشی سب کچھ روٹھ چکا ہے مجھ سے.... اب کوئی بھی یہ واپس نہیں دلا سکتا۔"

وہ جیسے ٹکڑے ہوتے دل کے ساتھ کہہ رہی تھی۔ اتنی سخت باتیں!

عفت کو بہت غصہ آیا۔ ایسی کم سنی میں ایسی باتیں!

دل تو لمحہ بھر کو چاہا، ایک تھپڑ جڑ دے اسے، اس بے وقوف، کم عقل لڑکی کو مگر وہ بھی جانتی تھی کہ یہ تھپڑ بعد میں کتنا مہنگا پڑ سکتا ہے سو دل پر پتھر رکھ لیا۔

"ایسی باتیں نہیں کرتے۔ تم صبح ٹھیک تھیں بالکل، جب میرے ساتھ گئیں۔ مثال کے سسرال۔" وہ اسے

ٹریک پر لانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"جبکہ مجھے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا کبھی نہیں۔" وہ منہ میں ہذیانی انداز میں بڑبڑائی۔

"پری کچھ بھی کہو تم میں مانوں یا تمہیں۔ بس تو وہ تمہاری ہے میری جان۔"

وہ اسے نرمی سے سمجھانے والے انداز میں بولی جبکہ جانتی تھی یہ بات پری کو اور بھی بھڑکا دے گی۔ بجائے ٹھنڈا کرنے کے وہی ہوا' پری کے چہرے پر شدید ناراضی جھلکنے لگی تھی۔

"ہو رہی تھی نا اس مثال کی شادی اس فہد کے ساتھ تو کیوں آپ نے واثق کے لیے ہامی بھرلی۔ آپ جانتی تھیں میرے کیا جذبات ہیں واثق کے لیے' آپ کو پاپا کو روکنا چاہیے تھا' نہیں منع کرنا چاہیے تھا۔"

وہ ایک دم سب لحاظ خیال بھول کر تیز لہجے میں چیخ کر بولی' عفت کے چہرے پر غصہ سا آگیا۔

"پاگل ہو رہی ہو تم ایک بے کار کی بات کے پیچھے' واثق کون سا پرنس ہے کہیں کا' پھر رشتہ ان لوگوں نے خود مانگا تھا میں نے تو روکا تھا' بہت منع کیا تھا تمہارے پاپا کو مگر واثق کی ماں۔۔۔ اور تم بھول رہی ہو یہ واثق ہی تھا جو شاید پہلے سے مثال کے ساتھ۔۔۔" عفت نے کچھ جتانے کی کوشش کی۔

"مما! میں بہت ہرٹ ہوئی ہوں' واثق میری پہلی محبت ہے اور میں اسے مثال سے چھین کر رہوں گی۔" وہ اسی اشتعال میں کہہ رہی تھی' جس میں پچھلی رات تھی۔

"یہ بہت بے کار' بے حد فضول بات ہے۔ نان سینس!" عفت اب کے ضبط نہیں رکھ سکی۔

"آپ کے نزدیک' میرے لیے یہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔" وہ ڈٹ کر ماں کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

"پری۔۔۔ میری بیٹی کچھ خیال کرو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اب کسی بھی طرح سے پھر تمہاری اور واثق کی عمروں کے فرق۔۔۔ میری بچی تمہیں واثق سے ہزار گنا خوب صورت پڑھے لکھے اور اچھے امیر رشتے مل سکتے ہیں۔"

"مگر ان میں سے واثق کوئی نہیں ہوگا۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

"پری!" عفت بل کھا کر رہ گئی۔

"مما۔۔۔ بچپن سے لے کر آج تک آپ جانتی ہیں۔ میں نے جو چاہا وہ پالیا اگر مجھے میری پسند کی چیز نہیں ملتی تھی تو میں اس چیز کو توڑ دیا کرتی تھی۔ اب بھی اگر واثق مجھے نہیں ملا تو میں آپ کو بتا رہی ہوں پھر وہ مثال کی زندگی میں بھی نہیں رہے گا۔ میری بات یاد رکھیے گا۔"

وہ عفت کی آنکھوں میں دیکھ کر چیلنج کرنے والے انداز میں کہتے ہوئے اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی عفت تو جیسے سناٹے میں ہی کھڑی رہ گئی۔

بہت کچھ اسے اپنے ہاتھوں سے نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور لگتا تھا صرف بے بسی ساتھ میں رہ جانے والی ہے!

☆ ☆ ☆

ولیمے کی تقریب سب کی توقع سے بڑھ کر شان دار تھی۔

واثق اور مثال کی شان دار جوڑی کو تو سب سراہ ہی رہے تھے' واثق' مثال کے ساتھ جا کر خود ولیمے کے کپڑے خرید کر لایا تھا۔

مثال کے چہرے پر واثق کی محبت کی جو روشنی تھی۔ اس کی چمک اس کی آنکھوں کی لو کو بڑھا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر روشنی کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھا۔

اور واثق جس اعتبار کے ساتھ اس کو اپنے ساتھ لیے بیٹھا تھا وہ بہت سوں کے لیے قابل رشک اور پری کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔

وہ بغیر پلکیں جھپکے ان دونوں کو دیکھے جا رہی تھی' عفت چپکے چپکے پری کے پاگل پن کو دیکھ رہی تھی اور دل ہی دل میں بہت پریشان ہو رہی تھی۔
اس کی پریشانی اس لمحے کچھ اور بھی بڑھ گئی جب عدیل نے اسٹیج پر پہلے عاصمہ اور وردہ کو گولڈ کے قیمتی تحائف دیے' واثق کو مہنگی ترین برانڈ کی گھڑی پہنائی۔
اور مثال کو اس نے وہی خوب صورت بشریٰ کے بھاری کنگن دیے جن پر چمکتی ہوئی نئی پالش تھی۔
عفت کو جس طرح اس سارے معاملے میں نظرانداز کیا گیا اسے بہت کھلا لیکن یہ کنگن؟
وہ شاکڈ تھی۔
عدیل نے کس وقت یہ کنگن لاکر سے نکالے اور اس نے ایک بار بھی عفت پر نہیں جتایا کہ وہ جان چکا ہے یہ کنگن عفت نے چرائے تھے۔
وہ جو زندگی بھر اپنے شوہر سے خائف رہی کہ اس نے کبھی اسے وہ جائز مقام نہیں دیا جس کی وہ حق دار تھی کہ اس نے عدیل کو ایک خوب صورت بیٹا دیا اس کے باوجود وہ ہمیشہ بشریٰ اور مثال کو ترجیح دیتا رہا۔
آج عفت کو لگا اس کا مقام عدیل کی نظروں میں کچھ اور بھی گر گیا ہے۔
وہ عدیل کو دیکھ رہی تھی جب عدیل نے اسے دیکھا تو وہ صاف نظریں چرا گئی۔ اب نظریں ملاتی بھی تو کیسے؟
اسٹیج پر اب فوٹو شوٹ ہو رہا تھا۔
اور عفت کو پتا ہی نہیں چلا کب پری یہاں سے اٹھ کر اسٹیج پر جا چکی ہے۔ وہ اب مثال کے ساتھ کھڑے ہو کر تصویریں بنوانے کے بہانے واثق کے ساتھ بہت قریب کھڑے ہو کر پوز دے رہی ہے۔
عفت تو پریشان ہوئی ہی' یہ سب دیکھ کر عدیل کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے تھے' اس نے چبھتی نظروں سے عفت کو مڑ کر دیکھا۔
عفت ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔ دوسرے لمحے عدیل اسٹیج پر پری کے پاس کھڑا اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ عفت کو مثال نے اپنے ساتھ کھڑا دیکھا تھا۔
عاصمہ اور وردہ بھی ان کے ساتھ کھڑی تھیں۔
عدیل یہ سب دیکھ کر بہت خوش تھا کہ اس کی بیٹی کو وہ سب کچھ مل ہی گیا جس کی تمنا اور دعا اس نے بارہا کی تھی۔

☼ ☼ ☼

واثق کا فون مسلسل بج رہا تھا۔
وہ گہری نیند میں تھا۔
بمشکل اس نے آنکھیں کھول کر نمبر دیکھے بغیر کال ریسیو کی تھی' دوسری طرف شہزاد تھا۔ اس کا بزنس پارٹنر۔
"واثق! یار' میرے پاپا ہاسپٹل میں ہیں۔ بہت سیریس کنڈیشن ہے ان کی۔ ڈاکٹرز نے جواب دے دیا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں۔ اکیلا ہوں اس وقت' جانتا ہوں تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے تھا مجھے بٹ.... آئی فیل ہیلپ لیس یار۔"
وہ آخر میں جیسے رو ہی پڑا۔
"حد ہے یار! اس طرح نہیں کہو۔ تم کو ... کال کر دینا تھی۔ میں آجاتا نا فوراً" ہی اور تم پلیز پریشان نہیں ہو۔ اللہ اپنا رحم کرے گا۔ کچھ نہیں ہو گا انکل کو۔ میں آرہا ہوں' میں آدھے گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں۔ پلیز تم سنبھالو خود کو۔"

وہ جلدی سے بستر سے اٹھتے ہوئے مدھم آواز میں کہہ رہا تھا۔
مثال نے آہستگی سے آنکھیں کھول کر اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔
"واثق! کہاں جارہے ہیں؟" وہ اس کی طرف دیکھ کر خفیف سا مسکرایا اس کا ہاتھ نرمی سے تھام کر کہا۔
"میرے دوست کی کال ہے' اس کے فادر ہاسپٹل میں ہیں۔ ان کی حالت سیریس ہے۔ وہ پریشان ہے کافی۔۔۔ مجھے جانا ہے ہاسپٹل۔"
"اوہ کیا زیادہ بیمار ہیں وہ؟" وہ تشویش سے بولی۔
"ہاں ہیں تو۔ کافی ٹائم سے بیمار ہیں۔ آج شاید زیادہ سیریس ہوگئی ہے ان کی حالت۔ تم پلیز سوجاؤ اگر کہتی ہو تو میں وردہ کو بھیج دیتا ہوں تمہارے پاس۔"
"نہیں' وہ سو رہی ہوگی۔ میں ٹھیک ہوں۔"
"ہاں اپنا ہی گھر ہے اگر کچھ محسوس ہو تو تم مما کے پاس چلی جانا۔ میں تو اب شاید صبح ہی لوٹوں گا۔"
"آپ پریشان نہیں ہوں۔ میں رہ لوں گی۔" مثال اسے تسلی دیتے ہوئے بولی۔
"ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں تم سوجاؤ۔" وہ کہہ کر اپنی ضروری چیزیں اور گاڑی کی چابیاں لے کر باہر نکل گیا۔
مثال اسے جاتا دیکھتے ہوئے طمانیت بھرے انداز میں کچھ سوچ کر مسکرانے لگی۔
"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اللہ مجھے اتنی خوشیاں بھی دے گا جبکہ میں نے کوئی بڑی نیکی بھی نہیں کی۔" وہ یہی کچھ سوچتی گہری نیند میں چلی گئی۔

✡ ✡ ✡

عاصمہ نے کچھ فکرمندی سے گاڑی ڈرائیو کرتے واثق کو دیکھا۔
"واثق!" اس نے ہولے سے پکارا۔
"جی مما!" وہ جیسے کسی گہری سوچ سے چونکا تھا۔

"کیا زیادہ سیریس حالت ہے ان کی۔ آئی مین شہزاد کے فادر کی۔"
"جی مجھیں۔ لگ ہی رہا ہے میں کہتا تو نہیں چاہ رہا۔ شہزاد بہت پریشان ہے صبح بھی میرے گلے لگ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔ اس کا اپنے والد کے سوا دنیا میں ہے ہی کون' ڈاکٹرز بھی کوئی امید نہیں دلا رہے' آپ چل کر اس کے والد کی عیادت کرلیں اور ساتھ میں اس کو تھوڑی تسلی دے لیں' اسے ضرورت ہے اس وقت۔"
واثق پریشان سا کہہ رہا تھا۔
"یہ تو نیکی ہے بٹیا! اور اللہ ایسے موقع پر ہمیں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا حکم دیتا ہے۔ تم نے اچھا کیا' مجھے لے آئے۔" عاصمہ سرہلا کر بولی۔
دونوں ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔
واثق عاصمہ کو آئی سی یو میں لے آیا۔
اندر ایک ہی شخص کو جانے کی اجازت تھی۔ عاصمہ شہزاد سے مل کر اندر گئی اور آکسیجن ماسک اور مشینوں میں جکڑے اس شخص کو دیکھ کر وہ شاکڈ سی کھڑی رہ گئی۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)